اَلنَّاسِخ وَالمَنسُوخ فِی الاَحَادِیث

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مُفتی مُحمّد فیض اَحمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِيۡنَ ﷺ

الناسخ والمنسوخ فی الاحادیث

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ۔

اما بعد! خودکوعلماء کہلانے والے اکثر صاحبان قرآن مجید کے ناسخ ومنسوخ سے بے خبر ہیں حالانکہ ناسخ ومنسوخ کا علم ضروری ہے۔مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں بہت سختی فرماتے تھے تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''ناسخ ومنسوخ'' اوراحادیث کے نسخ سے اتنی غفلت برتی جارہی ہے کہ گویا یہ کوئی علم ہی نہیں حالانکہ اس کا علم اورزیادہ اہمیت کا حامل ہے۔منکرین حدیث پرویزی، چکڑالوی اوروہابی، دیوبندی، شیعہ عوام کوگمراہ کرنے میں نسخ الاحادیث سے بے خبری کی وجہ سے کامیاب ہوجاتے ہیں چونکہ نسخ الاحادیث ضخیم تصنیف کا متقاضی ہے کیونکہ ذخیرۂ احادیث بحر بے کنار ہے۔اسی لئے اسے تواس وقت ہی منظرِ عام پرلایا جاسکے گا جب کوئی مردِ میدان میدان میں اترے گا فی الحال نمونہ کے طور پر یہ رسالہ حاضر ہے۔جسے عزیزم الحاج محمد احمد صاحب قادری عطاری منظرِ عام پہ لارہے ہیں۔

خدا تعالیٰ فقیر کی کاوش اورموصوف کی سعی مشکور فرمائے اورمستفیدین کے لئے مشعل راہ ہدایت بنائے اور ہمارے لئے توشۂ آخرت بنائے۔آمین

بِجَاهِ سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔پاکستان

۱۳ ذیقعد ۱۴۲۲ھ بروز پیر مبارک

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للہ نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

والصلوٰۃ والسلام علی من ارسلہ بالحق الی کافۃ الخلق سراجا منیرا۔

امابعد! فقیر نے قرآن مجید کے نسخ کی تالیف بنام "القول الراسخ فی المنسوخ والناسخ" سے فراغت پائی تو خیال ہوا کہ کچھ احادیث مبارکہ کے نسخ کے بارے میں لکھنا چاہیے تفصیل نہ سہی تو اجمالاً ضرور ہو اس سے اہل علم کو ایک راستہ مل جائیگا۔ اس کے بعد وہ خود بخود اس پُر کٹھن راہ کو آسانی سے طے کرسکیں گے۔ یاد رہے کہ احادیث کا ناسخ اکثر وہی ہوتا ہے جو قرآنی آیات کا۔ مثلاً اس آیت میں ہے: قُلۡ مَا كُنۡتُ بِدۡعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدۡرِىۡ مَا يُفۡعَلُ بِىۡ وَلَا بِكُمۡ (پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف، آیت ۹)

ترجمہ: تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔

حضرت صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس کے معنی میں مفسرین کے چند قول ہیں ایک تو یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا وہ مجھے معلوم نہیں یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے۔ مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یکساں حال ہے انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کا بھیجنے والا ضرور خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت لِيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (پارہ ۲۶، سورۃ فتح، آیت ۲) ﴿**ترجمہ**: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے﴾ نازل فرمائی صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا جائے گا اب یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّيُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۵)

ترجمہ: تاکہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں۔

اور یہ آیت نازل فرمائی: وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِيۡرًا (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۷)

ترجمہ: اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کیا کرے گا اور مومنین کے ساتھ کیا۔ دوسرا قول آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنا بھی معلوم ہے مومنین کا بھی اور مکذبین کا بھی۔ معنی یہ ہیں کہ دنیا میں کیا کیا جائے گا یہ معلوم نہیں اگر یہ معنی لئے جائیں تو بھی آیت منسوخ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ بھی بتادیا لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۳۳)

ترجمہ: کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

اور وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۳۳)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضور کے ساتھ اور حضور کی امت کے ساتھ پیش آنے والے اُمور پر مطلع فرمادیا خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے اور اگر درایت بمعنی ادراک بالقیاس عقل سے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو مضمون اور بھی زیادہ صاف ہے اور آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا موید ہے۔ علامہ نیشا پوری نے اس آیت کے تحت میں فرمایا کہ اس میں نفی اپنی ذات سے جاننے کی ہے من جهة الوحی (وحی کے ذریعے) جاننے کی نفی نہیں۔ (خزائن العرفان)

حدیث منسوخ: جس قول میں یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی آیت فتح ناسخ ہے تو یونہی وہ حدیث "مسلم شریف" جس میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "وَمَآ اَدْرِىْ مَا يُفْعَلُ بِىْ وَلَا بِكُمْ" ﴿یعنی اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔﴾ منسوخ ہوگی۔

انتباہ: دیوبندی فرقہ کے قطب مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں اس آیت کو محکم قرار دے کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علم کی نفی میں پیش کی اسے کہتے ہیں تحریف قرآنی اور نبوت دشمنی۔ تفصیل فقیر کی تصنیف "دیوبندی حوالے چور" کا مطالعہ کیجئے۔

بہرحال نسخ احادیث ایک مستقل بحث ہے۔ اس پر علماء کرام نے کتابیں تصنیف فرمائی ہیں مثلاً

(۱) إخبار أهل الرسوخ فى الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث مؤلف شیخ الاسلام علامہ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن علی بن محمد الجوزی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) كتاب الاعتبار فى بيان الناسخ و المنسوخ من الآثار تصنيف الا مام الحافظ البارع العلامه ابى بكر محمد بن موسىٰ بن عثمان حازم الهمدانى المتوفى ۵۸۴ھ رحمة الله عليه۔ فقیر نے انہی کے تتبع میں یہ

رسالہ تیار کیا ہے اس کا نام رکھا ہے "اکمل الحدیث فی النسخ فی الاحادیث"

وَمَاتَوْفِيْقِیْ اِلَّا بَاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

وَصَلَی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰے حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان ۲۶ جمادی الآخر ۱۴۲۲ھ

یوم الاحد الاحادیث المنسوخه والناسخه

﴿حدیث ۱﴾

رَوَى حُذَيْفَةُ قَالَ :رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ وَهُوَ قَائِمٌ.وَرَوَى جَابِرٌ :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبُولَ الرَّجُلُ قَائِمًا.وَقَدِ ادَّعَى قَوْمٌ نَسْخَ الْأَوَّلِ بِالثَّانِي وَلَيْسَ بِصَحِيحٍ، بَلْ لِكُلٍّ وَاحِدٍ وَجْهٌ، فَإِنَّ نَهْيَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَوْلِ قَائِمًا لِئَلا يَعُودَ رَشَاشُهُ عَلَى الْبَائِلِ.وَلِحَدِيثِ حُذَيْفَةَ ثَلاثَةُ أَوْجُهٍ :أَحَدُهَا :أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّهُ لِمَرَضٍ مَنَعَهُ مِنَ الْقُعُودِ.وَالثَّانِي :أَنَّهُ اسْتَشْفَى بِذَلِكَ مِنْ مَرَضٍ وَالْعَرَبُ تَسْتَشْفِي بِالْبَوْلِ قَائِمًا. وَالثَّالِثُ :أَنَّهُ لَمْ يَتَمَكَّنْ مِنَ الْقُعُودِ فِي ذَلِكَ الْمَكَانِ لِكَثْرَةِ النَّجَاسَةِ، فَكَأَنَّهُ بَالَ مِنْ عُلُوٍّ إِلَى سُفْلٍ.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه والتحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث،الجزء۱، الصفحة۲۵تا۲۶، مکتبة ابن حجر للنشر والتوزیع، مکة المکرمة)

یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گھڑے کے پاس آتے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا (مگر اس کے خلاف) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ (کوئی) شخص کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرے اسی وجہ سے (محدثین کی) ایک جماعت نے دعویٰ کیا ہے کہ پہلی حدیث دوسری حدیث سے منسوخ

ہے مگر یہ دعویٰ کچھ صحیح (معلوم) نہیں ہوتا اس لئے کہ ہر حدیث کی ایک (خاص) وجہ ہے۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی جو ممانعت آپ نے فرمائی ہے اس کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کرنے والے پر غالبًا (پیشاب کے) چھینٹے پڑیں گے۔ خذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تین (خاص) وجوہ ہیں۔ اول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب اس مرض کی وجہ سے کیا جس کے سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ نہ سکتے تھے ثانیًا یہ کہ آپ نے اس عمل سے اپنے مرض کی شفاء چاہی اور عرب لوگوں کا دستور ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کر کے امراض کی شفاء چاہتے ہیں۔ ثالثًا یہ کہ آپ کا اس جگہ کثرتِ نجاست کے باعث بیٹھنا ممکن نہ تھا اور اسی لئے آپ نے اوپر سے نیچے کی طرف پیشاب کیا۔(ابن الجوزی)

ردٹیڈی مجتھدین: مذکورہ بالا توجیہات سے ثابت ہوا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل نہ تھا بلکہ بوجہ ضرورت تھا تاکہ امت کو سہولت ہو لیکن ٹیڈی مجتہدین نے تہذیب نو کے دلدادہ گان کو دائمی عمل کے لئے اسے دلیل بنا کر دائمی عمل کی اجازت دے دی۔

حدیث ۲

رَوَى أَبُو أَيُّوب رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ، وَلا تَسْتَدْبِرُوهَا.وَرَوَى جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ :أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ نَسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ أَوْ نَسْتَقْبِلَهَا بِفُرُوجنَا، ثُمَّ رَأَيْتُهُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَامٍ يَبُولُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ.وَقَدْ ظَنَّ جَمَاعَةٌ نَسْخَ الْأَوَّلِ بِالثَّانِي، وَلَيْسَ كَذَلِكَ بَلِ الْأَوَّلُ مَحْمُولٌ عَلَى مَنْ كَانَ فِي الصَّحْرَاءِ، وَالثَّانِي عَلَى مَا كَانَ فِي الْبُنْيَانِ.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه و التحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء١، الصفحة٢٨، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

یعنی ابوایوب نے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (تم پائخانہ اور پیشاب کرتے وقت) قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ۔ اور جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے (پائخانہ اور پیشاب کرنے سے) منع فرمایا ہے مگر میں نے آپ کو وفات سے ایک سال قبل قبلہ کی منہ کر کے پیشاب کرتے ہوئے دیکھا لہٰذا ایک جماعت نے گمان کیا ہے کہ پہلی حدیث دوسری سے منسوخ ہے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ پہلی حدیث اس شخص پر محمول ہوگی جو جنگل میں ہو اور دوسری حدیث اس شخص پر جو گھروں میں ہو (مطلب یہ ہے کہ جنگل میں پائخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف) نہ منہ کیا جائے اور نہ پیٹھ البتہ گھروں میں ایسا کر سکتے ہیں۔(ابن الجوزی)

تبصرہ اُویسی غفرلہ: احناف کے نزدیک پہلی حدیث کے مطابق عام ہے کہ قبلہ رخ پیشاب کرنا یوں ہی اسے پیٹھ کرنا دائمی اور مطلقاً مکروہ ہے خواہ وہ میدان میں ہو یا جنگل میں مکان میں ہو یا ویرانہ میں ہر لحاظ سے قبلہ شریف

کی طرف منہ کرکے اور اسے پیٹھ کرکے پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ مذکورہ بالا مضمون کی تحقیق فقیر کی شرح البخاری میں ملاحظہ ہو۔

﴿حدیث ۳﴾

رَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ :أَلا اسْتَمْتَعْتُمْ بِجِلْدِهَا، فَقَالُوا :إِنَّهَا مَيْتَةٌ.فَقَالَ :إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا.وَرَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُكَيْمٍ، قَالَ :أَتَانَا كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِشَهْرٍ أَنْ لا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلا عَصَبٍ.قَالَ الْأَثْرَمُ: كَأَنَّهُ نَاسِخٌ لِلْأَوَّلِ، أَلا تَرَاهُ يَقُولُ قَبْلَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَهْرٍ.وَقَالَ غَيْرُهُ :يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ حَدِيثُ الْإِبَاحَةِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِيَوْمٍ.وَالإِهَابُ :اسْمٌ لِلْجِلْدِ قَبْلَ الدِّبَاغِ.وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ مُضْطَرِبٌ جِدًّا وَلا يُقَاوِمُ بِهِ الْأَوَّلُ؛ لِأَنَّهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء ۱، الصفحة ۳۰، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک مردار بکری پر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے چمڑے سے کیوں فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ لوگوں نے عرض کیا وہ تو مردار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا صرف اس کا کھانا حرام ہے اور عبداللہ بن حکیم سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط آپ کی وفات سے ایک مہینے قبل آیا (جس میں یہ مرقوم تھا کہ) تم مردار (جانور) کے چمڑے اور پٹھے سے (بھی) فائدہ مت اُٹھایا کرو۔ (علامہ) اثرم نے کہا کہ یہ حدیث (یعنی دوسری حدیث) پہلی حدیث کی گویا ناسخ ہے مگر کیا تم نے الفاظ ''وفات سے ایک ماہ قبل'' پر غور نہیں کیا اور دیگر محدثین نے کہا ممکن ہے کہ اباحت کی حدیث آپ کی وفات سے ایک دن قبل کی ہو۔ **اھاب** (اس حدیث کا ایک لفظ ہے جس کے معنی علامہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اس چمڑے کا نام ہے جو دباغت سے پہلے ہوتا ہے) اور عبداللہ بن حکیم کی حدیث (یعنی دوسری حدیث) نہایت ہی مضطرب ہے اور پہلی حدیث کا مقابلہ نہیں کرسکتی کیونکہ وہ صحیحین (یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم) میں ہے۔

فائدہ: مضطرب وہ حدیث ہوتی ہے جس میں راویوں نے سند یا متن میں اختلاف کیا ہو۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: مردار کا چمڑا رنگنے کے بعد قابلِ انتفاع (استعمال) ہے یہی احناف کا مذہب ہے۔

﴿حدیث ٤﴾

رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :تَوَضَّئُوا مِمَّا أَنْضَجَتِ النَّارُ.

وَرَوَى ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.قَالَ جَابِرٌ :آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

(إخبار أهل الرسوخ فى الفقه و التحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء ١، الصفحة ٣١،

مكتبة ابن حجر للنشر و التوزيع، مكة المكرمة)

یعنی ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جس چیز کو آگ نے پکایا ہو اس کو کھا کر وضو کیا کرو اور ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شانہ (بکری کا) کھا کر وضو نہ فرمایا۔ جابر (مشہور صحابی) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا آخر فعل یہ تھا آپ اس چیز کو کھا کر وضو نہ کرتے تھے جو آگ پر پکی ہوتی۔

اور یہ دلیل ہے کہ (پہلی حدیث دوسری حدیث سے) منسوخ ہے اور عکراش سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیالہ ثرید (ایک کھانے کا نام ہے جو شوربے میں روٹی چُور کر تیار کرتے ہیں) کا کھایا پھر آپ کے پاس پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اور منہ کو دھویا اور چہرے کا مسح کیا اور فرمایا کہ اے عکراش آگ پر پکی چیز کھا کر اس طرح وضو کیا جاتا ہے۔(ابن الجوزی)

تبصرہ اُویسی: بعض ائمہ کا مذہب ہے آگ سے پکی ہوئی شے کھانے کے بعد وضو کرنا ضروری ہے۔ان کی دلیل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے لیکن ہمارے ائمہ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے۔حق یہی ہے کہ آگ سے پکی ہوئی شے کھانے کے بعد وضو تو نہیں ٹوٹتا البتہ اس سے کلی وغیرہ کر لینا مستحب ہے۔

قاعدہ: احادیث میں لغوی وعرفی معنی مستعمل ہوتے رہتے ہیں۔اس کا فرق ائمہ مجتہدین ہی بتا سکتے ہیں اسی لئے تقلید واجب ہے کہ وہ ایسی نزاکتوں کو خوب جانتے ہیں جیسے مذکورہ بالا احادیث سے ائمہ نے فرمایا کہ احادیث میں الوضوء سے صفائی مراد ہے نہ کہ وضو اصطلاحی۔

لطیفہ: یہ مسئلہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے بیان کیا تو آپ نے عرض کی گرم پانی سے وضو کرو گے تو........ گویا عبداللہ بن عباس نے اس جواب سے لاجواب فرمایا۔

انتباہ: اس سے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تحقیر کا خیال نہ کرنا مارے جاؤ گے۔

﴿حدیث ۵﴾

رَوَى طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلا قَالَ :يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَيَتَوَضَّأُ أَحَدُنَاإِذَا مَسَّ ذَكَرَهُ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ :هَلْ هُوَ إِلا بَضْعَةٌ مِنْكَ، أَوْ مِنْ جَسَدِكَ.وَقَدْ رَوَى عُمَرُ، وَابْنُ عُمَرَ، وَأَبُو أَيُّوب،

وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ، وَجَابِرٌ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةُ، وَأُمُّ حَبِيبَةَ،وَبُسْرَةُ :أَنَّ النَّبِيَّ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.وَفِي رِوَايَةِ بَعْضِهِمْ :مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.وَقَدِ ادَّعَى قَوْمٌ نَسْخَ حَدِيثِ طَلْقٍ بِهَذَا وَعَلَّلُوا بِأَنَّ طَلْقًا قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يُؤَسِّسُونَ الْمَسْجِدَ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ أَسْلَمَ مُتَأَخِّرًا وَهُوَ قَوْلٌ مُحْتَمِلٌ لِلنَّسْخِ

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه و التحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء ١، الصفحة ٣٤،

مكتبة ابن حجر للنشر و التوزيع، مكة المكرمة)

یعنی: طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر ہم اپنے ذکر اور پیشاب کی جگہ کو چھولیں تو کیا وضو کریں۔ آپ نے فرمایا نہیں کیونکہ وہ بھی تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ عمرو بن عمرو اور ابوایوب اور زید بن خالد الجہنی اور جابر اور ابوہریرہ اور عائشہ اور حبیبہ اور بسرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھولے تو وضو کرے۔ بعض نے اس طرح روایت کی ہے جو اپنے ذکر کو چھولے تو وضو کرے۔

(محدثین کی) ایک جماعت نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث (یعنی دوسری حدیث) پہلی کی ناسخ ہے اور اس کا سبب انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ طلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے ہیں جب مسجد کی بنیاد ڈالی جارہی تھی اور ابوہریرہ بعد میں اسلام لائے ہیں اور یہ قول ایسا ہے جس میں احتمال ہے۔ (ابن الجوزی)

احناف کی حدیث دانی: دیگر ائمہ نے تو مذکورہ بالا روایت میں نسخ کا قول فرمایا ہے لیکن ہمارے ائمہ احناف نے نسخ کے بجائے حسب عادت روایات مختلفہ میں تطبیق فرمائی ہے وہ یوں کہ ان دونوں حدیثوں میں کوئی تخالف نہیں ہے بلکہ تطبیق با آسانی ممکن ہے وہ اس طرح پر کہ پہلی حدیث کا مطلب یہ لیا جائے کہ اگر ہاتھ اور عضو کے درمیان کوئی شئے (کپڑا) حائل ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا اور دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہاتھ اور عضو کے درمیان کوئی شئے حائل نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ ہر دو احادیث مندرجہ ذیل سے واضح ہے۔

(۱) سنن دارقطنی میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنی شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے (اس طرح) چھولے کہ ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ وضو کرلے جیسا کہ نماز پڑھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

(۲) مسند امام احمد، سنن ابی داؤد، نسائی، ترمذی اور منتقی ابن جارود میں ہے۔ طلق کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا (جو دہقانی معلوم ہوتا تھا) اور آپ سے پوچھنے لگا کہ اگر کوئی شخص نماز

پڑھتے وقت اپنا عضو چھولے (تو کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا (کہ ایسا کرنے سے اس کا وضونہیں ٹوٹتا کیونکہ) ذکر (بھی تو) تیرے (بدن کا) ایک ٹکڑا ہے۔

اس حدیث سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ اگر ہاتھ اورعضو کے درمیان کوئی شے حائل ہوتو وضونہیں ٹوٹتا کیونکہ سائل کا سوال خود کہہ رہا ہے کہ واقعہ یہی ہے اس وجہ سے کہ نمازی اگر ذکر کو چھوئے گا تو ضرور کپڑا حائل ہوگا۔

فیصلہ: مَسِ ذکر سے احناف کے نزدیک وضونہیں ٹوٹتا لیکن وضو کرلینا مستحب ہے۔

﴿حدیث ٦﴾

رَوَى أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ :الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ. هَذَا الْحَدِيثُ كَانَ مَعْمُولا بِهِ فِي أَوَّلِ الإِسْلامِ ثُمَّ نُسِخَ. قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ.ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ :إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء ١، الصفحة ٣٦،

مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا پانی پانی سے ہے (یعنی بوقت مباشرت انزال ہوتب بھی غسل کرنا چاہیے) اس حدیث پر ابتدائے اسلام میں عمل کیا جاتا تھا پھر منسوخ ہوگئی اور رافع بن خدیج نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی پانی سے ہے پھر آپ نے اس کے بعد فرمایا جب مرد کا ختنہ عورت کے ختنے سے گزر جائے تو غسل واجب ہوگیا (مطلب یہ ہے کہ اپنی بیوی سے مباشرت کرے اور انزال ہو تو غسل کرے اور اگر دخول نہ ہو تو غسل نہ کرے) لیکن بعد کو آپ نے یہ حکم فرمایا کہ سب مرد اور عورت کے ختنے ملیں تو دونوں پر غسل کرنا واجب ہوگیا خواہ انزول (نزال ہویا نہیں)۔

فائدہ: احناف کا عمل ناسخ حدیث پر ہے کہ دخول حشفہ سے غسل فرض ہوجاتا ہے انزال کی کوئی شرط نہیں۔

﴿حدیث ٧﴾

رَوَى أَبُو سَعِيدٍ يَبْلُغُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ :الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.وَقَدِ ادَّعَى قَوْمٌ نَسْخَهُ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ :مَنْ تَوَضَّأَ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ.وَفِي هَذَا ضَعْفٌ.لأَنَّ الْحَدِيثَ الأَوَّلَ أَقْوَى، وَإِنَّمَا تَأَوَّلَهُ قَوْمٌ مِنْهُمُ الْخَطَّابِيُّ فَقَالُوا فِي قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :وَاجِبٌ أَيْ :لازِمٌ مِنْ بَابِ الاسْتِحْسَانِ كَمَا تَقُولُ :حَقُّكَ عَلَيَّ وَاجِبٌ.

(إخبار أهل الرسوخ فى الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء ١، الصفحة٣٧،
مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے اور (محدثین) کی ایک جماعت نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے منسوخ ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے جس نے وضو کیا اس نے اچھا کیا لیکن غسل کرنا افضل ہے اور اس میں ضعف ہے اس سے پہلی حدیث زیادہ قوی ہے اور ایک جماعت نے (جس میں خطابی بھی ہیں) وجوب کی تاویل کی ہے اور انہوں نے اس کے یہ معنیٰ کئے ہیں کہ استحبابی امور میں یہ امر لازم ہے جیسے کہتے ہیں حَقُّكَ وَاجِب تیرا حق واجب ہے یعنی لازم ہے۔(ابن الجوزی)

فائدہ: احناف کے نزدیک نسخ ہو یا نہ یہی صحیح ہے کہ جمعہ کا غسل فرض ہے نہ واجب بلکہ سنت مؤکدہ (قریب واجب) ہے اور جن روایات میں صیغۂ امر یا لفظ واجب واقع ہوا ہے وہاں تاکید مراد ہے۔

ازالہ وہم: بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیث ضعیف سے حدیث قوی منسوخ نہیں ہوتی وہ غلطی پر ہیں جیسا کہ امام ابن الجوزی نے یہاں حدیث قوی کو حدیث ضعیف سے منسوخ بتایا ہے۔

رد وھابیہ: اس قاعدہ سے وہابیوں اور بعض دیوبندیوں کا رد ہو گیا جب کہ ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے والدین کریمین کو زندہ کرکے اپنی امت میں شامل فرمایا اس کے خلاف دیگر روایات منسوخ ہیں ۔اس پر وہابیہ نے اعتراض اُٹھایا کہ روایت ناسخ ضعیف ہے اور روایات منسوخہ قوی۔ہم کہتے ہیں کہ روایاتِ قویہ اس روایت ضعیف سے منسوخ ہے اس کی مزید تحقیق فقیر کی تصنیف ''ابوین مصطفیٰ ﷺ'' اور ''هدية الفحول فی احياء ابوين الرسول'' میں دیکھئے۔

﴿حدیث ٨﴾

رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.وَرَوَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ :مَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَالْعَصْرِ قَطُّ إِلا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.الْحَدِيثُ الأَوَّلُ فِي الصَّحِيحَيْنِ.

قَالَ الأَثْرَمُ :وَحَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا خَطَأٌ، وَوَجْهُ كَوْنِهِ خَطَأً أَنَّهُ قَدْ رُوِيَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَشَغَلَهُ قَوْمٌ فَصَلاهَا تَعْنِي بَعْدَ الْعَصْرِ مَرَّةً وَاحِدَةً.قَالَ ابْنُ

عَقِيلٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْصُوصًا بِجَوَازِ الصَّلَاةِ فِى الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا، كَمَا خَصَّ بِجَوَازِ الْوِصَالِ.

(إخبار أهل الرسوخ فى الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء١، الصفحة٣٧تا٤٠، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عصر کے بعد آفتاب کے غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد کبھی تشریف نہیں لائے مگر آپ نے دو رکعت نماز نہ پڑھی ہو۔

پہلی حدیث صحیحین کی ہے اور علامہ اثرم نے فرمایا کہ سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں خطا واقع ہوئی ہے اور اس خطاء کے وقوع کی وجہ یہ ہے کہ انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان دو رکعتوں کو ظہر کے بعد ہی پڑھ لیا کرتے تھے لیکن (ایک دن کا واقعہ یہ ہے کہ) لوگوں نے آپ کو باتوں میں مصروف پایا اس لئے ان دو رکعتوں (ظہر کی دو سنتوں کو) عصر کی نماز کے بعد ایک مرتبہ ادا فرمایا۔ ابن عقیل نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے یہ حکم خاص تھا کہ آپ ان اوقات میں بھی نماز پڑھ سکتے تھے جن میں نماز کی ممانعت ہے جس طرح آپ کے لئے روزوں میں وصال کرنا یعنی مسلسل روزے رکھنا خاص تھا۔(ابن الجوزی)

فائدہ: اس قاعدہ پر ہم کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ امور تکوینیہ کی طرح امور تشریعیہ میں بھی مختار و ماذون مرع اللہ تھے تفصیل دیکھئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا رسالہ "منية اللبيب" اور فقیر کا رسالہ "کن کی زبان" اور رسالہ "کن کی کنجی"۔

﴿حدیث ٩﴾

رَوَى وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِذَا رَكَعَ.وَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كُنَّا نَفْعَلُ ذَلِكَ ثُمَّ أُمِرْنَا بِالرُّكَبِ.فَهَذَا صَرِيحٌ فِي الْإِخْبَارِ بِالنَّسْخِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(إخبار أهل الرسوخ فى الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء١، الصفحة٤١، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

یعنی حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے بیچ میں رکھ لیتے اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایسا کرتے تھے پھر ہم کو گھٹنوں میں ہاتھ رکھنے کا حکم کیا گیا اور حدیث میں یہ صاف وصریح منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔(ابن الجوزی)

فائدہ: اب یہی حکم معمول بہ ہے کہ نماز میں رکوع کے وقت ہاتھ گھٹنوں پر رکھا جاتا ہے۔

حدیث ۱۰

رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ :أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ یُصَلِّی فَرَدَّ عَلَیْهِ السَّلامَ.وَفِی حَدِیثٍ آخَرَ :كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَبْلَ أَنْ نَأْتِیَ أَرْضَ الْحَبَشَةِ یَعْنِی وَهُوَ فِی الصَّلاةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا سَلَّمْنَا عَلَیْهِ فَلَمْ یَرُدَّ، وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَنَا :إِنَّ اللَّهَ یُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا یَشَاءُ وَإِنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لا یُتَكَلَّمَ فِی الصَّلاةِ.وَهَذَا صَرِیحٌ فِی النَّسْخِ.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه والتحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث،الجزء ۱، الصفحة ۴۲، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزیع، مكة المكرمة)

یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو (جب آپ ﷺ نماز میں تھے) سلام کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ہم مکہ میں حبشہ کو جانے سے پہلے آپ ﷺ کو نماز کی حالت میں سلام کرتے تھے لیکن جب ہم (حبشہ سے) لوٹ کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کو نماز پڑھنے کی حالت میں سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ جیسا چاہتا ہے نیا حکم دیتا ہے اور اس نے یہ جدید حکم صادر فرمایا ہے کہ نماز میں کوئی بات نہ کرے اور یہ نسخ کی صریح دلیل ہے۔

فائدہ: اب یہی حکم معمول یہ ہے کہ نماز کے اندر ہر قسم کا سلام کلام ممنوع ہے۔

حدیث ۱۱

رَوَى أَبُو سَعِیدٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :إِذَا رَأَیْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا.وَقَالَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ :مَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِلا مَرَّةً فَلَمَّا نُهِیَ انْتَهَى.وَفِی لَفْظٍ :رَأَیْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا.وَهَذَا دَلِیلٌ عَلَى نَسْخِ الْقِیَامِ.وَقَالَ ابْنُ عَقِیلٍ :یُمْكِنُ الْجَمْعُ، فَیُقَالُ :الْقِیَامُ لَهَا مُسْتَحَبٌّ.وَالْجُلُوسُ جَائِزٌ، فَلا نَسْخٌ.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه و التحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث،الجزء١، الصفحة٤٣ تا٤٤،

مکتبة ابن حجر للنشر و التوزیع، مکة المکرمة)

یعنی ابوسعید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کے سوا (جنازہ دیکھ کر) کبھی کھڑے نہ ہوئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی تو ہم بھی رک گئے اور ایک حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا دیکھا تو ہم بھی کھڑے ہو گئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے اور یہ قیام کے نسخ کی دلیل ہے اور ابن عقیل نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں تطبیق یعنی جمع کرنا ممکن ہے وہ اس طرح پر کہ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا مستحب ہے اور بیٹھنا بھی جائز ہے اور ایک حدیث دوسری سے منسوخ نہیں ہے۔(ابن الجوزی)

فائدہ: نسخ ہو یا نہ ہو۔ جنازہ کے لئے کھڑا ہونا بھی جائز ہے اگر کوئی کھڑا نہ ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

حدیث ١٢

رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ أَدْرَكَهُ الصُّبْحُ وَهُوَ جُنُبٌ فَلا صَوْمَ لَهُ.فَلَمَّا بَلَغَ هَذَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا فَيَقُومُ فَيَغْتَسِلُ وَيَخْرُجُ وَالْمَاءُ يَتَحَدَّرُ عَلَى جِلْدِهِ فَيَصُومُ ذَلِكَ الْيَوْمَ.قَالَ الْمُصَنِّفُ: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ يَحْتَمِلُ شَيْئَيْنِ :أَحَدُهُمَا :أَنْ يَكُونَ هَذَا قَدْ كَانَ فِي أَوَّلِ الإِسْلامِ ثُمَّ نُسِخَ بِمَا ذَكَرْنَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.وَالثَّانِي :أَنْ يَكُونَ إِشَارَةً إِلَى مَنْ يُجْنِبُ مِنَ الْجِمَاعِ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ، فَإِنَّهُ يُؤْمَرُ بِالإِمْسَاكِ وَلا يُعْتَدُّ لَهُ بِصَوْمِ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه و التحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث،الجزء١، الصفحة٤٤ تا٤٥،

مکتبة ابن حجر للنشر و التوزیع، مکة المکرمة)

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حالت ناپاکی میں صبح ہو جائے اس کا روزہ نہیں ہوتا لیکن جب اس حدیث کی خبر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنب میں صبح کرتے پھر اُٹھتے اور نہاتے اور (غسل خانہ سے) اس حالت میں باہر نکلتے کہ پانی آپ کی جلد پر ٹپکتا ہوتا اور اس دن روزہ رکھتے۔

﴿حدیث ۱۳﴾

رَوَى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَأَبُو زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَشَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ، وَثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو سَعِيدٍ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ. عَنِ النَّبِيِّ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ.وَرَوَى أَبُو سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :ثَلَاثٌ لَا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ :الْقَيْءُ، وَالْحُلُمُ، وَالْحِجَامَةُ ." وَرَوَى أَنَسٌ قَالَ :مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَهُوَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ، فَقَالَ :أَفْطَرَ هَذَانِ.ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ، الْأَحَادِيثُ. الْأَوَّلُ :أَثْبَتُ مِنْ هَذَيْنِ، وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ يَرْوِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، وَقَدْ أَجْمَعُوا عَلَى ضَعْفِهِ، وَحَدِيثُ أَنَسٍ يَرْوِيهِ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَجَلِيُّ فَلَوْ صَحَّ كَانَ صَرِيحًا فِي النَّسْخِ، غَيْرَ أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ طَعَنَ فِي خَالِدٍ.وَقَالَ :لَهُ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء١، الصفحة٤٧تا٤٩، مکتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

یعنی حضرت علی بن ابی طالب اور سعد بن ابی وقاص اور ابوزید انصاری اور شداد بن اوس اور ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ اور ابوسعید اور ابوہریرہ اور عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (۱) حاجم اور (۲) محجوم کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ روزے میں جو شخص بھری سینگی لگائے اور جو شخص بھری سینگی لگوائے ان دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ابو سعید نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا (اور تین چیزیں یہ ہیں) (۱) قے (۲) سینگی (۳) احتلام۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جعفر بن ابی طالب کے پاس سے گزرے تو روزے میں بھری سینگی لگوا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں میں سینگی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے روزہ دار کو بھری سینگی لگانے کی اجازت دے دی۔

ان دونوں حدیثوں سے پہلی حدیث زیادہ ثابت ہے اور ابوسعید کی حدیث کو جسے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے روایت کیا ہے علماء نے اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق کیا ہے۔

﴿حدیث ۱٤﴾

رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. وَرَوَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ :لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَامَ

عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا نَزَلَتْ فَرِيضَةُ رَمَضَانَ تُرِكَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَهُ.وَظَاهِرُ هَذَا أَنَّهُ كَانَ وَاجِبًا فَنُسِخَ.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء ۱، الصفحة ٤٩،

مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے (دسویں محرم) کے دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور حضرت عائشہ نے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو عاشورے کے دن کا خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو اس کے رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان (کے روزوں) کی فضیلت نازل ہوئی تو آپ نے عاشورے کے دن کا روزہ ترک کر دیا اور اس لئے جس نے چاہا اس دن کا روزہ رکھا اور جس نے چاہا نہ رکھا اس سے ظاہر ہے کہ (اول) عاشورے کا روزہ فرض تھا (بعد کو) منسوخ ہوا۔یعنی اس کی فرضیت جاتی رہی جب رمضان کے روزے فرض ہوئے۔

فائدہ: یہاں ایک قاعدہ واضح ہوا وہ یہ کہ نسخ کے بعد منسوخ کا حکم دو طرح ہے۔

(۱) حرام جیسے شراب منسوخی کے بعد مطلقاً حرام ہے۔

(۲) منسوخ ہونے کے بعد استحباب واباحت باقی رہے جیسے عاشوراء کا روزہ من حيث الفرضية منسوخ ہوا لیکن اس کا استحباب باقی ہے۔اس سے ٹیڈی مجتہدین کا رد ہے کہ نسخ کے قواعد کی ناواقفی کی بناء پر اخبارات میں شور مچایا کہ عقیقہ کا حکم منسوخ ہوگیا تو اب بچوں کے عقیقہ کا کیا معنی۔

حدیث ۱۵

رَوَى سَبْرَةُ الْجُهَنِيُّ، قَالَ :أَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُتْعَةِ، فَلَمْ يَخْرُجْ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى حَرَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ :تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ مِنَ النِّسَاءِ، ثُمَّ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ مُتْعَةَ النِّسَاءِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُفَارِقْهُ، وَلا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا.وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.قَالَ الْمُصَنِّفُ :الأَحَادِيثُ مُتَّفِقَةٌ عَلَى نَسْخِ الْمُتْعَةِ، إِلا أَنَّ الأَوَائِلَ تَدُلُّ عَلَى

وُقُوعِ التَّحْرِيمِ بِمَكَّةَ.وَحَدِيثُ عَلِيٍّ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ كَانَ بِخَيْبَرَ وَهُوَ مُقَدَّمٌ لِثَلاثَةِ أَوْجُهٍ :أَحَدُهَا: أَنَّهُ مُتَفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ، وَحَدِيثُ سَبْرَةَ مِنْ أَفْرَادِمُسْلِمٍ.وَالثَّانِي :أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَعْلَمُ بِأَحْوَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِهِ.

وَالثَّالِثُ :أَنَّهُ أَثْبَتُ تَقْدِيمًا فِي الزَّمَانِ لِمَا خَفِيَ عَلَى غَيْرِهِ، وَكَأَنَّهُمُ اسْتَعْمَلُوا عِنْدَ فَتْحِ مَكَّةَ مَا كَانُوا يَبِيحُونَهُ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ بِالنَّاسِ أَنَّهُ قَدْ وَقَعَ فَنَهَاهُمْ، وَقَدْ كَانَ ذَلِكَ خَفِيَ عَلَى جَمَاعَةٍ مِنْهُمُ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِهَا مُدَّةً حَتَّى نَهَاهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ ذَلِكَ.وَكَذَلِكَ قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: اسْتَمْتَعْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَهَانَا عَنْهُ عُمَرُ فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.

(إخبار أهل الرسوخ فى الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء١، الصفحة ٥٠تا٥٢،

مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

یعنی حضرت سبرۃ الجہنی نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو متعہ کرنے کی اجازت دی اور ہم مکہ (معظّمہ) سے نکلے بھی نہ تھے کہ آپ نے متعہ کو حرام کردیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہم مکہ (مکرمہ) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عورتوں سے متعہ کیا کرتے تھے پھر ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے متعہ کرنا حرام فرمایا ہے لہٰذا جس شخص کے پاس متعہ کی ہوئی عورتیں ہوں وہ ان کو علیحدہ کردے مگر جو کچھ تم نے ان کو دے دیا ہے وہ ان سے واپس نہ لو اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن متعہ سے منع فرمایا۔

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا احادیث متذکرہ صدر متعہ کے حرام ہونے پر متفق ہیں البتہ (احادیث میں اتنا اختلاف ضرور ہے کہ) پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ مکہ میں حرام ہوا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تحریم متعہ خیبر کے دن واقع ہوئی اور اس کو تین وجوہ سے ترجیح ہے اولاً یہ کہ اس حدیث (یعنی وہ حدیث جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے) کی صحت متفق علیہ ہے اور سبرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث افراد مسلم سے ہے ثانیاً یہ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حالات بہ نسبت دوسرے اشخاص کے زیادہ جاننے والے تھے۔ ثالثاً یہ کہ یہ حدیث متعہ کی حضرت علی کو پہلے سے معلوم تھی اور اس حکم کے منسوخ ہونے کا علم سوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سب پر مخفی رہا اور فتح مکہ تک لوگ متعہ کرتے رہے اور ان کو اس کے نسخ کا علم نہیں ہوا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعہ کرنے سے منع کیا۔ چنانچہ ایک جماعت صحابہ (جس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی ہیں) پر بھی یہ پوشیدہ رہ گئی اور اسی وجہ سے وہ (یعنی ابن عباس) ایک مدت تک متعہ کرنے کا فتویٰ دیتے رہے یہاں تک کہ ان کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اس سے منع فرمایا اور اسی طرح جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حریث کو منع فرمایا۔

فائدہ: شیعہ متعہ کو نکاحِ موقت کہتے ہیں اسی لئے وہ اس کے عامل ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ حکم منسوخ ابدی ہے اس کے متعلق تحقیق و تفصیل فقیر کے رسالہ "متعہ یا زنا" میں پڑھئے۔

حدیث ١٦

رَوَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُؤْكَلَ لَحْمُ الْأَضَاحِي بَعْدَ ثَلَاثٍ.وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَحْبِسَهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَأْكُلَ وَنَدَّخِرَ

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه و التحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث،الجزء ١، الصفحة٥٣،

مكتبة ابن حجر للنشر و التوزيع، مكة المكرمة)

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا مگر ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے گوشت کو تین دن سے زائد رکھنے سے منع فرماتے تھے پھر ہم کو اجازت دے دی کہ ہم اس کو (تین دن کے بعد بھی) کھائیں اور ذخیرے کے طور پر رکھ چھوڑیں۔

فائدہ: یہی حکم معمول بہ ہے کہ قربانی کا گوشت جتنا عرصہ چاہو رکھ چھوڑو جب چاہو کھاؤ۔

حدیث ١٧

قَدْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَنَّهُ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْمُزَفَّتِ، وَالنَّقِيرِ.وَصَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا.
وَهَذَا دَلِيلُ النَّسْخِ.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه و التحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث،الجزء ١، الصفحة ٥٤ تا ٥٥،

مكتبة ابن حجر للنشر و التوزيع، مكة المكرمة)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات صحیح ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو کے تونبوں درخت کی جڑ کے برتنوں اور روغن دار برتنوں (کے استعمال) سے منع فرمایا اور یہ بات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو (ان) برتنوں سے منع کیا تھا سو اب تم ہر برتن میں نبیذ (کھجور کا شیرہ) بناؤ البتہ نشہ والی کوئی چیز مت پیو اور یہ نسخ کی دلیل ہے۔

﴿حدیث ۱۸﴾

رَوَى أَبُو سَعِيدٍ :عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ :لا تَكْتُبُوا عَنِّى شَيْئًا إِلا الْقُرْآنَ فَمَنْ كَتَبَ عَنِّى شَيْئًا فَلْيَمْحُهُ.وَرَوَى أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ. قَالَ ابْنُ قُتَيْبَةَ :نَهَى فِي أَوَّلِ الأَمْرِ، فَلَمَّا عَلِمَ أَنَّ السُّنَنَ تَكْثُرُ فَيَفُوتُ الْحِفْظُ أَجَازَ الْكِتَابَةَ.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه و التحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء ١، الصفحة ٥٥ تا ٥٦، مكتبة ابن حجر للنشر و التوزيع، مكة المكرمة)

یعنی ابوسعید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میری (حدیث) سے کچھ مت لکھو سوا قرآن کے اور جس کسی نے میرے احکام وغیرہ سے کچھ لکھ لیا تو وہ ان کو مٹا دے اور انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کو ضبطِ تحریر کرلو۔ (امام) ابن قتیبہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں (احادیث کا لکھنا) منع فرمایا لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات جان لی کہ سُنن بکثرت ہوگئی ہیں اور حافظوں میں فتور واقع ہوگیا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (احادیث کو بھی) لکھنے کی اجازت دے دی۔

فائدہ: اس میں منکرین حدیث کا رد ہے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث کا لکھنا منع کر دیا تھا تو اب یہ ذخیرۂ احادیث کہاں سے نکل آیا۔ اس کا جواب اوپر مذکور ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے اور انہیں محفوظ کرنے کی اجازت بخوشی دی تھی۔ تفصیل کے لئے ''تاریخ علم حدیث'' میں ہے۔

﴿حدیث ۱۹﴾

قَدْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَنَّهُ نَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ. وَقَدْ رَوَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ :أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَبِيتُونَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيهِمْ، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :هُمْ مِنْهُمْ. وَكَانَ الزُّهْرِيُّ إِذَا حَدَّثَ هَذَا الْحَدِيثَ، يَقُولُ :هَذَا مَنْسُوخٌ، وَلَيْسَ قَوْلُهُ بِصَحِيحٍ، وَإِنَّمَا النَّهْيُ عَنْ تَعَمُّدِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ بِالْقَتْلِ، وَحَدِيثُ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ فِيمَا لَمْ يُتَعَمَّدْ فَلا تَنَاقُضَ بَيْنَهُمَا.

(إخبار أهل الرسوخ فی الفقه و التحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء ١، الصفحة ٥٦ تا ٥٧، مكتبة ابن حجر للنشر و التوزيع، مكة المكرمة)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات صحیح ہوچکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور لڑکوں کے قتل سے منع فرمایا تھا مگر صعب ابن جثامہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان مشرکین کے گھر والوں کے بارے میں مسئلہ پوچھا (جنہیں وہ

رات میں ملتے ہیں) کہ جب مردوں پرحملہ کیا جاتا ہے تو وہ مصیبت ان کی عورتوں اور بچوں پر بھی آتی ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ بھی ان ہی میں سے ہیں ۔امام زہری سے جب یہ حدیث بیان کی جاتی تو کہتے تھے کہ منسوخ ہے اوران کا قول صحیح نہیں اور نہی تو اس میں ہے کہ عورتوں اور بچوں کو عمداً قتل کیا جائے اور صعب کی حدیث سے قصد نہیں پایا جاتا اس لئے تناقض (تضاد) باقی نہ رہا۔

حدیث ۲۰

رَوَى بُرَيْدَةُ :أَنَّ رَجُلا كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ رَجُلا، فَقَالَ :إِنْ وَجَدْتَهُ حَيًّا فَاقْتُلْهُ، وَإِنْ وَجَدْتَهُ مَيِّتًا فَحَرِّقْهُ فَانْطَلَقَ فَوَجَدَهُ قَدْ مَاتَ فَحَرَّقَهُ بِالنَّارِ. وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً، فَقَالَ :إِنْ وَجَدْتُمْ هَبَّارَ بْنَ الأَسْوَدِ، فَاجْعَلُوهُ بَيْنَ حُزْمَتَيْ حَطَبٍ وَاحْرِقُوهُ بِالنَّارِ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ :لا تُعَذِّبُوا بِالنَّارِ، لا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلا رَبُّ النَّارِ.

(إخبار أهل الرسوخ فى الفقه والتحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء١، الصفحة٥٧تا٥٨، مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

یعنی حضرت بریدہ نے روایت کیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ کی نسبت لگائی رسول اللہ ﷺ نے اس کے پاس ایک شخص کو روانہ فرما کر کے تاکید کی کہ اگر تم اس کو زندہ پاؤ تو قتل کردینا اور اگر مردہ پاؤ تو اس کو آگ میں جلا دینا (جب وہ قاصد وہاں پہونچے تو) انہوں نے اس کو مردہ پایا اس لئے اس کو آگ میں جلا دیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فوج کا ایک لشکر بھیجا اور یہ فرمایا کہ اگر تم ہبار بن اسود کو پاؤ تو اس کو لکڑی کے دو گٹھوں کے بیچ میں رکھنا اور آگ میں ڈال دینا پھر ان کے پاس یہ خبر پہنچی کہ آگ میں جلانے کا عذاب مت دو کیونکہ آگ میں جلانے کا عذاب سوا آگ کے پروردگار کے اور کوئی نہیں دے سکتا ہے۔(ابن الجوزی)

فائدہ: پہلی حدیث میں مجرم کو آگ میں جلانے کا حکم صادر فرمایا دوسری حدیث میں یہ حکم منع فرمایا اب یہی (دوسرا) حکم معمول بہ ہے۔

حدیث ۲۱

رَوَى عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلامُ، قَالَ :أَهْدَى كِسْرَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَ مِنْهُ، وَأَهْدَى لَهُ قَيْصَرُ فَقَبِلَ مِنْهُ، وَأَهْدَتْ لَهُ الْمُلُوكُ فَقَبِلَ مِنْهَا.وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :أَنَّ أُكَيْدِرَ دَوْمَةَ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبًا.وَرَوَى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لا أَقْبَلُ هَدِيَّةَ مُشْرِكٍ. وَفِي حَدِيثِ عِيَاضِ بْنِ حَمَّارٍ أَنَّهُ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ هَدِيَّةً وَهُوَ مُشْرِكٌ فَرَدَّهَا، وَقَالَ :إِنَّا لا نَقْبَلُ زَبْدَ الْمُشْرِكِينَ، زَبْدُهُمْ :عَطَايَاهُمْ.
وَفِي هَذِهِ الْأَحَادِيثِ ثَلاثَةُ أَوْجُهٍ :أَحَدُهَا :أَنَّ أَحَادِيثَ الْقَبُولِ أَثْبَتُ، وَفِي حَدِيثِ عِيَاضٍ إِرْسَالٌ.
وَالثَّانِي :أَنَّ حَدِيثَ عِيَاضٍ مُتَقَدِّمٌ، وَحَدِيثُ الْأُكَيْدِرِ فِي آخِرِ الْأَمْرِ، فَيَكُونُ مِنْ بَابِ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ. وَالثَّالِثُ :أَنْ يَكُونَ قَبِلَ الْهَدِيَّةَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ دُونَ أَهْلِ الشِّرْكِ، وَعِيَاضٌ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيَبْقَى عَلَيْنَا أَنْ يُقَالَ: كَيْفَ قَبِلَ مِنْ كِسْرَى؟ وَجَوَابُهُ مِنْ وَجْهَيْنِ :أَحَدُهُمَا :أَنَّ الْحَدِيثَ يَرْوِيهِ ثُوَيْرُ بْنُ أَبِي فَاخِتَةَ وَلَيْسَ بِثِقَةٍ. وَالثَّانِي :أَنْ يَكُونَ الْقَبُولُ مَنْسُوخًا فِي حَقِّ مَنْ لا كِتَابَ لَهُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

(إخبار أهل الرسوخ في الفقه و التحديث بمقدار المنسوخ من الحديث،الجزء١، الصفحة٥٩ تا ٦١،
مكتبة ابن حجر للنشر والتوزيع، مكة المكرمة)

یعنی سیدنا حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے روایت کی کہ کسریٰ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ہدیہ بھیجا آپ ﷺ نے اس کو قبول فرمالیا اور قیصر نے آپ ﷺ کو ہدیہ دیا تو بھی آپ ﷺ نے قبول کرلیا اور (کئی اور) بادشاہوں نے آپ ﷺ کو ہدیہ بھیجا آپ ﷺ نے سب کو قبول فرمالیا اور ایک حدیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اکدر ومہ نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ میں کپڑا دیا اور کعب بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا اور عیاض بن جمار کی حدیث میں ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ بھیجا اور وہ مشرک تھا تو آپ ﷺ نے اس کو واپس فرمادیا کہ ہم مشرکوں کے میل کچیل یعنی عطاؤ بخشش کو قبول نہیں کیا کرتے۔ ان احادیث کی تین وجوہ ہیں۔ اول یہ کہ (ہدیہ) قبول کرنے والی احادیث بہت زیادہ ہیں اور عیاض کی حدیث میں ارسال ہے۔ دوسرے یہ کہ عیاض کی حدیث مقدم اور اکیدر دومہ کی حدیث مؤخر ہے پس ایک ناسخ اور دوسری منسوخ ہوگئی۔ تیسرے یہ کہ آپ ﷺ نے اہل کتاب کا ہدیہ قبول کیا اور اہل شرک کا قبول نہ فرمایا اور عیاض اہل کتاب سے نہ تھا پس ہم پر اس سوال کا جواب دینا باقی رہ گیا کہ آپ ﷺ نے کسریٰ کا ہدیہ کیوں قبول فرمایا؟ اس کے دو جواب ہیں اولاً یہ کہ اس حدیث کا راوی ثویر بن ابی فاختۃ ہے اور وہ ثقہ نہیں۔ ثانیاً یہ کہ ہدیہ کے قبول کرنے کا حکم اس شخص کے حق میں منسوخ ہوگیا جو اہل کتاب سے نہ ہو۔

فقط و السلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان